زندگی کی رِیت۔۔ہار کے بعد جیت

کسی شخص کے گھر سے مہمان جانے کا نام ہی نہیں لے رہے تھے۔ایک دن میزبان کا بچہ آیا اور بار بار پوچھنے لگا، انکل آپ پھر کب آؤ گے؟ پھر کب آؤ گئے؟ مہمان پہلے تو مسکرا کر چپ ہو رہے۔پھر بچے کے بار بار پوچھنے پر بولے بیٹا آئیں گے۔بہت جلد آئیں گے۔بچہ کہنے لگا لیکن انکل پہلے آپ جائیں تو سہی۔جائیں گے ہی نہیں تو آئیں گے کیسے؟

اس لطیفہ میں ایک حقیقت نظر آتی ہے۔اور وہ یہ ہے کہ زندگی میں بھی کسی چیز کو حاصل ہونا ہے تو پہلے اسے کھونا پڑتا ہے۔یوں سمجھ لیں کہ کسی چھوٹے سے باکس میں سونے کی چوڑیاں کو آنا ہے تو پہلے اس میں رکھی چاندی کی چوڑیوں کو جانا پڑے گا تاکہ سونے کی چوڑیوں کے لئے جگہ بن سکے۔چاندی کے جانے کو ہم محرومی نہ سمجھیں۔بلکہ یہ جانیں کہ اس سے بہتر کوئی چیز یعنی سونا ہماری زندگی میں آنے والا ہے جس کے لئے قسمت جگہ بنا رہی ہے اور جسے ہمیں سمجھنا ہے۔

ایک مصنف نے اپنی کتاب بنام Solve for Happy میں بتایا ہے کہ ''آپ اس گلاس کو نہیں بھر سکتے جو پہلے سے ہی بھرا ہوا ہے''۔دراصل اکثر ہم خود کو صرف چاندی کے لائق ہی سمجھتے ہیں۔چاندی مل جانے کو ہی زندگی کی کامیابی مان لیتے ہیں اور یہ کھو جائے تو مایوس ہو جاتے ہیں۔جب کہ درحقیقت زندگی اسے چھین کر ہمیں عشرت کدے یعنی Comfort Zone سے باہر نکالنا چاہتی ہے تاکہ ہم کئی گنا بہتر کامیابی حاصل کر سکیں۔جیسے کسی مچھلی کو کوئی پرندہ تالاب سے اچک لے اور سمندر میں گرا دے۔تالاب مچھلی کے لئے سب سے اہم چیز ہوتی ہے۔اُس کا کھو جانا ایک بڑی کامیابی کو کھو دینا ہی ہوا۔لیکن سمندر کی وسعتوں سے بہریاب ہونے کے بعد مچھلی تالاب کھونے کو اپنی زندگی کا سب سے اچھا واقعہ مانے گی۔

ایک اندازے کے مطابق دنیا کی 91 فیصد آبادی سیل فون رکھتی ہے۔ان کی اکثریت انٹرنیٹ اور WhatsApp کا استعمال کرتی ہے۔اور اس کئی ملین ڈالر والٹس ایپ کا مالک Jan Koum ایک یتیم مہاجر تھا۔جس کی زندگی سے کئی چھوٹی کامیابیاں رخصت ہوتی رہیں تاکہ ایک عظیم الشان کامیابی اُس کے سر کا تاج بن

سکے۔ 24 فروری 1976 کو کیوم روس میں پیدا ہوئے۔ یہودی جان کیوم نے 16 سال کی عمر میں سیاسی حالات سے بچنے کیلئے اپنی ماں اور دادی کے ساتھ کیلیفورنیا، امریکہ ہجرت کی۔ جہان وہ سرکاری اعانت سے گزارہ کرنے لگے۔ والد کا بعدازاں ان سے آملنے کا منصوبہ تھا مگر وہ ادھر نہ آسکے اور 1997 میں یوکرین میں ہی ان کا انتقال ہوگیا۔ کیوم کی ماں کچھ دن آیا کا کام کرتی رہی اور خود کیوم ایک کرانہ دوکان میں جھاڑو پونچا لگانے کا کام کرتا رہا۔ 2000 میں انکی والدہ بھی کینسر سے مقابلہ کرتے کرتے وفات پا گئی۔ لیکن 18 سال کی عمر تک کیوم نے کمپیوٹر پروگرامنگ میں اچھی خاصی مہارت حاصل کرلی۔ وہ پرانی کتابوں کی دوکان سے میگزین خریدتے اور پڑھ کر واپس بیچ دیتے۔ 1997 میں انھوں نے San Jose State یونیورسٹی میں داخلہ لیا۔ چھ مہینہ بعد ہی انھیں Yahoo کمپنی میں معمولی ملازمت ملی۔

ایک دفعہ کمپنی میں ایک فوری مسئلہ پیدا ہوگیا۔ مالک نے ڈانٹ کر انہیں بلایا۔ اس وقت وہ کلاس روم میں تھے۔ انھوں ملازمت کے لئے تعلیم منقطع کرنے کا فیصلہ کیا۔ مغربی ممالک میں ڈگریاں صرف قابل لوگوں کو ہی ملتی ہیں۔ وہ قابلِ اعتبار بھی ہوتی ہیں اور اہم کامیابی شمار ہوتی ہیں۔ بظاہر دیکھا جائے تو ایک اہم کامیابی اُن کی زندگی سے نکل گئی۔ اس کامیابی کے کھو جانے کے بعد بھی کیوم نہ تو مایوس ہوئے اور نہ ہی دل برداشتہ۔ بعدازاں انھوں نے Yahoo کمپنی بھی چھوڑ دی اور اپنی منزل تلاش کرتے ہے۔

اپنے قریبی دوست کے ساتھ انھوں نے فیس بک کمپنی میں انٹرویو دیا اور دونوں دوستوں کو انکار کردیا گیا۔ لیکن چند سالوں بعد اسی فیس بک کمپنی نے انھیں کئی ملین ڈالر کے تجارتی معاہدہ کے لئے اپنے دفتر آنے کی دعوت دی۔ اب یہ ایک الگ داستان ہے کہ کس طرح کیوم نے اپنے قریبی دوست ایکٹن کے ساتھ مل کر واٹس ایپ تیار کیا اور برسوں کی جدوجہد اور نشیب وفراز کے بعد اسے امریکہ کے بیس سب سے اہم ایپ کے مقام تک پہنچایا۔ بس اتنا جان لیجئے کہ 2014 میں مشہور فوربس میگزین کے سروے کے مطابق وہ امریکہ کے 400 امیر ترین لوگوں میں 62ویں نمبر پر تھے اور ان کی دولت ساڑھے سات ملین ڈالر تھی۔ اسی سال فیس بک کمپنی نے ان کی واٹس ایپ کمپنی کو 19 ملین ڈالر میں خرید لیا اور کیوم کو فیس بک کے بورڈ آف ڈایکیریکٹرس میں شامل کیا۔

اچھی ڈگری مل جانا، مشہور کمپنی میں ملازمت مل جانا وغیرہ اہم کامیابیوں میں شمار ہوسکتی ہیں۔لیکن یہ سب کیوم کی زندگی سے جاتی رہیں۔لیکن انہوں نے ہار نہیں مانی۔اگر یہ کامیابیاں اُن کی زندگی سے نہ جاتیں تو آج وہ ارب پتی نہ ہوتے بلکہ صرف ایک خوشحال ملازم کی زندگی گزار رہے ہوتے۔

اشفاق احمد صاحب کہتے ہیں: ''کہ اگر خدا نے وہ لے لیا جسے کھونے کا تم تصور بھی نہیں کر سکتے تھے تو یقیناً وہ کچھ ایسا بھی دے گا جسے پانے کا تم نے سوچا بھی نہ ہوگا''۔اسی سلسلے میں محترمہ بلقیس بیان کرتی ہیں: ''کہ ہم اپنے مالک کے کرشموں کو کبھی نہیں سمجھ سکتے۔وہ بہت آزماتا ہے۔آخری حد تک لے جاتا ہے اور پھر ایک دم سے کچھ ایسا کر دیتا ہے کہ تمام زخم ایک ساتھ بھر جاتے ہیں۔پھر یاد ہی نہیں رہتا کہ تکلیف کیا تھی''۔

پس ہمیں یہ حقیقت ذہن نشین کر لینی چاہیئے کہ کسی کامیابی کا کھو جانا یا حاصل نہ ہونا، ناکامی نہیں ہے۔یہ قدرت کے ایک بڑے منصوبے کا حصہ ہوسکتا ہے۔لہٰذا ہمیں زیادہ محنت کر کے اپنی تخلیقی صلاحیتوں کو جگانا چاہیئے ناں کہ ہاتھ پر ہاتھ دھرے ماتم کرتے رہیں۔کیونکہ بڑی کامیابیاں بڑی قربانیوں اور بڑی محرومیوں کے بعد ہی حاصل ہوتی ہیں۔اس حقیقت کا شاعرانہ انداز میں یوں بیان کیا گیا:

زندگی کی یہی ریت ہے

ہار کے بعد ہی جیت ہے